طالب الہاشمی

حضرت زیاد بن لبید انصاریؓ

①

سیدنا حضرت ابوعبداللہ زیاد بن لبیدؓ مدینہ منورہ کے ان پچھتر نفوس قدسی میں سے ایک ہیں جنھوں نے ۱۳ بعدِ بعثت میں مکہ کے درِ یتیم ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور اپنی جان، مال اور اولاد کی طرح آپؐ کی حفاظت ونصرت کا عہد کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب کا ذرّہ ذرّہ محسنِ انسانیت ﷺ اور آپؐ کے نام لیواؤں کے خون کا پیاسا تھا اور آپؐ کو اپنے ہاں بلانا اہلِ مکہ ہی کو نہیں سارے عرب کو دعوتِ مبارزت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن اللہ کے ان پاک باز بندوں نے اپنا سب کچھ راہِ حق میں داؤ پر لگا دیا نہ کسی خطرے کو خاطر میں لائے اور نہ کسی مصیبت اور ملامت کو۔ لیلۃ العقبہ کی بیعت نے ان کو ایک ایسا شرف عطا کر دیا جو قیامت تک ان کی جلالتِ قدر کا نشان بنا رہے گا۔ حضرت زیاد بن لبیدؓ کا تعلق قبیلۂ خزرج کی شاخ ''بنو بیاضہ'' سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

زیادؓ بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج۔

حضرت زیاد بن لبیدؓ اپنے خاندان کے کھاتے پیتے لوگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرتِ سعید سے نوازا تھا۔ مدینہ منورّہ میں اسلام کے مبلّغِ اوّل حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تبلیغی مساعی سے اوس اور خزرج کے جن نیک نفس لوگوں نے دعوتِ حق پر لبیک کہا، حضرت

زیاد بن لبیدؓ بھی ان میں شامل تھے۔ اس طرح وہ انصار کے سابقین اوّلین کی مقدس جماعت کے رُکن بن گئے۔ ۱۳ بعدِ بعثت میں انھوں نے بیعت عقبۂ کبیرہ میں شرکت کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کی۔ اس بیعت کے بعد جب مدینہ میں مہاجرین کی آمد شروع ہوئی تو حضرت زیادؓ، مدینہ کے تین دوسرے بزرگوں، حضرت ذکوان بن عبدِ قیسؓ، حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہؓ اور حضرت عقبہ بن وہبؓ کے ساتھ مکہ پہنچے اور کچھ عرصہ کے بعد بہت سے مکی صحابہؓ کے ساتھ واپس آئے۔ اس بنا پر یہ اصحاب مہاجری انصاری کے لقب سے مشہور ہوئے۔

مکہ سے ہجرت کے بعد سرورِ عالم ﷺ نے چند دن قبا میں قیام فرمایا۔ پھر آپؐ ایک مقررہ دن کو خاص مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے۔ یہ دن مدینہ منوّرہ کی تاریخ کا سب سے تابناک دن تھا۔ انصارِ مدینہ نے والہانہ ذوق وشوق سے آپؐ کا استقبال کیا اور حقیقی معنوں میں اپنے دیدہ و دل آپؐ کے سامنے فرشِ راہ کر دیئے۔ حضوؐر بنو بیاضہ کے محلے سے گزرے تو حضرت زیاد بن لبیدؓ نے اھلاً وسھلاً کہا اور قیام کے لیے اپنا مکان پیش کیا لیکن کارکنانِ قضاوقدر نے اس شرف کے لیے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کو منتخب کر رکھا تھا اس لیے حضوؐر نے ان سے فرمایا (جیسا کہ آپؐ مکان پیش کرنے والے دوسرے اصحاب سے کہہ چکے تھے) ''میری اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو، یہ حکم کی پابند ہے، اللہ کی جانب سے خود منزل تلاش کرلے گی۔''

مدینہ منوّرہ میں حضوؐر کے مستقل قیام کے بعد حضرت زیاد بن لبیدؓ اکثر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبوی سے خوب خوب بہرہ یاب ہوتے۔ اس طرح وہ فضلاءِ صحابہؓ میں شمار ہونے لگے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اب علم کے اٹھنے کا وقت آپہنچا۔ حضرت زیادؓ کو بارگاہِ نبویؐ میں اتنا تقرب حاصل تھا کہ وہ بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے۔ انھوں نے عرض کیا:

> ''یارسول اللہ اب تو علم لوگوں کے رگ وریشے میں سرایت کر چکا ہے اس کے اٹھنے کا وقت کیسے آگیا۔''

حضوؐر نے ان کی اس جسارت کو کم فہمی پر محمول فرمایا اور ذرا سخت الفاظ میں یوں فہمائش کی:

''اے زیاد تیری ماں تجھ کو روئے میں تو تم کو بہت دانا آدمی سمجھتا تھا۔ کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل پڑھتے ہیں لیکن اس سے کچھ نفع نہیں حاصل کرتے۔''

حضرت زیادؓ اس فہمائش پر لرز اٹھے اور عرض کیا، ''بے شک یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ نے سچ فرمایا۔''

حضرت زیادؓ کو جہاد فی سبیل اللہ کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے بدر، احد، احزاب، اور عہدِ رسالت کے اکثر دوسرے غزوات میں حضورؐ کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا۔

(۳)

محرم ۹ ہجری میں سرورِ عالم ﷺ نے صدقہ و زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے الگ الگ محصّلین مقرر فرمائے تو حضرت زیاد بن لبیدؓ کو حضرموت کا محصل مقرر فرمایا اور ساتھ ہی وہاں کا عامل بھی۔ حضورؐ صرف اسی شخص کو کسی منصب پر فائز کرتے تھے جو خود اس کا خواہش مند نہ ہو اور اس کی ذمہ داریوں کو بہ طریقِ احسن نباہنے کا اہل ہو۔ حضورؐ کے مقرر کیے ہوئے اس معیار کی روشنی میں حضرت زیادؓ کے کردار اور قابلیت کا بہ خوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑکے تو اہلِ یمن کی ایک بڑی تعداد بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں آگئی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا —— خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت مہاجر بن امیہؓ کو نجران، کندہ اور حضرموت کے مرتدین کی سرکوبی پر مامور فرمایا اور حضرت زیاد بن لبیدؓ کو بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے لکھا۔ حضرت مہاجر بن امیہؓ نجران اور صنعاء کے مرتدین کو کچل کر کندہ کی طرف بڑھے۔ مآرب اور حضرموت کے درمیان پہنچے تو حضرت زیاد بن لبیدؓ کا خط ملا جس میں کندہ پر جلد سے جلد حملہ کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ یہ خط ملتے ہی حضرت مہاجرؓ تیزی سے چل کر حضرت زیادؓ کے پاس پہنچ گئے۔ کندہ میں چار قلعے تھے جن کو محجر کہتے تھے۔ اہلِ کندہ کا سردار (یا بادشاہ) اشعث بن قیس قلعہ زبرقان میں تھا۔ حضرت مہاجرؓ اور حضرت زیادؓ نے زبرقان پر حملہ کیا۔ مرتدین تابِ مقاومت نہ لا سکے اور بھاگ کر قلعہ نجیر میں چلے گئے۔ حضرت مہاجرؓ اور حضرت زیادؓ نے اس کا نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ جب اشعث محاصرہ سے تنگ آ گیا تو اس نے حضرت زیادؓ کو پیغام بھیجا کہ اتنے آدمیوں کو امان دے دیں تو میں

قلعہ آپ کے سپرد کردوں گا۔ حضرت زیادؓ نے اس کو منظور کرلیا اور اشعث کو کہلا بھیجا کہ معاہدہ لکھ کر لے آؤ میں اس پر اپنی مہر ثبت کردوں گا۔ وہ معاہدہ قلم بند کرکے لایا تو حضرت زیادؓ نے حسبِ وعدہ اس پر اپنی مہر ثبت کردی۔ اس کے بعد اشعث نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مرتدین کی ایک جمعیت نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن ان میں سے بیشتر مارے گئے اور باقی کو مسلمانوں نے گرفتار کرلیا۔ عہد نامہ دیکھا گیا تو اس میں اشعث بن قیس کا نام نہیں تھا وہ گھبراہٹ میں اپنا نام لکھنا بھول گیا تھا۔ اس لیے دوسرے قیدیوں کے ساتھ مدینہ منوّرہ بھیج دیا گیا جہاں اس نے ارتداد سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت زیادؓ نے مرتدین پر شب خون مار کر فتح حاصل کی اور اشعث بن قیس کو گرفتار کرکے خلیفۃ الرسولؐ کے پاس بھیج دیا۔ بہرصورت حضرت زیادؓ نے مرتدین کے استیصال کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کا خاتمہ کردیا۔ صدیقِ اکبرؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اپنے عہدِ خلافت میں حضرت زیادؓ کو حضرموت کی امارت پر قائم رکھا۔ اس منصب سے سبک دوش ہونے کے بعد انھوں نے کوفہ (یا بہ روایتِ دیگر شام) کی سکونت اختیار کرلی اور وہیں ۴۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت زیاد بن لبیدؓ سے چند احادیث مروی ہیں جن کو عوف بن مالکؓ، سالم بن ابی الجعدانؒ اور جبیر بن نفیرؒ نے روایت کیا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ